Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
PP: 01-10
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

بری وبحری حیوانات کی حلت وحرمت کے اصول: اختلاف الفقہاء کی روشنی میں

The Principles of Halāl and Harām for Aquatic and Terrestrial Animals: In the Light of Jurisprudential Differences

Sajid Ali [1] *Muhammad Sohail Shah* [2] *Muhammad Ali Rizwan* [3]

Article History

Received
02-01-2025

Accepted
14-01-2025

Published
20-01-2025

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

The principles of ḥalāl (permissible) and ḥarām (forbidden) in Islamic jurisprudence govern not only the dietary practices of Muslims but also their broader ethical and legal framework. These principles extend to both terrestrial and aquatic animals, with distinct rules derived from the Qur'an, Hadith, and the interpretations of Islamic jurists across different schools of thought. The classification of animals as ḥalāl or ḥarām is influenced by a variety of factors, including the method of slaughter, the type of animal, and its characteristics, as well as the environment in which it lives. In Islamic jurisprudence, the rules surrounding the permissibility of eating animals can be traced to differing interpretations within the major schools of thought: the Hanafi, Maliki, Shafi'i, and Hanbali schools. While there is general consensus on the basic principles, such as the prohibition of eating ḥarām animals like pigs and carnivorous animals, significant disagreements exist regarding the classification of specific animals, particularly aquatic species. For instance, the Shafi'i school tends to permit most aquatic animals as ḥalāl, whereas the Hanafi school has a more restrictive approach, allowing only fish as permissible. Similarly, scholars also disagree on the permissibility of consuming certain types of birds and land animals based on their characteristics and behavior. This paper aims to explore the principles of ḥalāl and ḥarām concerning both aquatic and terrestrial animals in the light of these jurisprudential differences. It will examine how the Qur'anic verses and Hadiths that discuss the consumption of animals are interpreted across the schools, and how these interpretations influence the dietary practices of Muslims worldwide. The study also highlights the evolving nature of these interpretations in response to contemporary debates, scientific advancements, and societal needs, reflecting the dynamic nature of Islamic law. By analyzing these differing views, the paper will provide a comprehensive understanding of the legal and ethical foundations of animal consumption in Islam and offer insights into how Muslims can navigate these distinctions in a globalized world.

Keywords

Halāl, Harām, Islamic Jurisprudence, Aquatic Animals, Terrestrial Animals, Jurisprudential Differences.

[1] *Visiting Lecturer, Baba Guru Nanak University, Nankana Sahib.*
hafizsajidali20@gmail.com
[2] *M.phil Scholar, Lahore Leads University, Lahore.*
smsasb1@gmail.com
[3] *M.phil Scholar, Lahore Leads University, Lahore.*
hafiz92ali@gmail.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

OPEN ACCESS

حیوانات کے حلت و حرمت کے اصول قرآن وسنت پر مبنی ہیں، اور ان کے بارے میں فقہاء نے واضح رہنمائی فراہم کی ہے۔ جہاں تک غیر منصوص مسائل کا تعلق ہے، مختلف فقہی آراء موجود ہیں، جن میں جمہور کی رائے کے مطابق اصل اباحت ہے جب تک کہ کوئی حرام کرنے والی دلیل ثابت نہ ہو۔ اس سلسلے میں مخصوص جانوروں کے بارے میں قرآن وسنت کی آیات واحادیث کی روشنی میں فقہاء نے متفقہ اور مختلف آراء دی ہیں، جنہیں فقہاء نے اپنی اپنی تفسیری رائے کے مطابق بیان کیا ہے۔ اس طرح حیوانات کے حلت و حرمت کا فیصلہ مخصوص شرعی اصولوں پر منحصر ہے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا استثنا کا انحصار نصوص کی تشریح اور نئی علمی تحقیق پر ہے۔ زیر نظر مضمون میں قرآن اور سنت کی مختلف آیات اور احادیث کی روشنی میں مخصوص جانوروں جیسے خنزیر، حشرات، درندوں اور دیگر جانوروں کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔ فقہاء کے مختلف مسالک (حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ) نے ان اصولوں کی مختلف تفصیلات پیش کی ہیں، خاص طور پر درندوں اور شکار کرنے والے جانوروں کی حرمت یا حلالیت پر۔

حیوانات کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں فقہاء نے قرآن وسنت سے جو اصول وضوابط اخذ کئے ہیں ان سب کا خلاصہ درج ذیل پانچ اصول ہیں:

1. وہ جانور جنہیں قرآن نے واضح طور پر ان کے نام لے کر حرام قرار دیا ہے، وہ ممنوع ہیں۔
2. وہ جانور جن کی حرمت قرآن میں کسی اصول یا ضابطے کے تحت بیان کی گئی ہے، وہ بھی حرام ہیں۔
3. وہ جانور جنہیں سنت میں صاف الفاظ میں ان کے نام لے کر حرام ٹھہرایا گیا ہے، وہ بھی ممنوع ہیں۔
4. وہ جانور جن کی ممانعت سنت میں کسی اصول یا ضابطے کے تحت کی گئی ہے، وہ بھی حرام ہیں۔
5. ان چار اقسام کے علاوہ تمام جانور حلال شمار کیے جاتے ہیں۔[1]

تفصیلی تعارف:

مذکورہ بالا پانچویں اصول کا تعلق ان مسائل سے ہے جن کے بارے میں قرآن وسنت کے نصوص واضح طور پر کچھ نہیں کہتے اور ان کا دائرہ عبادات کے علاوہ دیگر امور تک محدود ہے۔ اس حوالے سے فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، جو درج ذیل تین آراء پر مبنی ہے:

1. ایک رائے یہ ہے کہ غیر منصوص (یا جن کے بارے میں کوئی صریح حکم موجود نہیں) مسائل میں بنیادی اصول یہ ہوگا کہ انہیں مباح تصور کیا جائے گا، جب تک کہ ان کی حرمت کے لیے کوئی دلیل نہ مل جائے۔
2. دوسری رائے کے مطابق ایسے معاملات میں توقف اختیار کیا جائے گا۔
3. تیسری رائے یہ ہے کہ ان مسائل کو حرام قرار دیا جائے گا۔

زیر بحث مسئلہ میں پائے جانے والے مذکورہ اختلاف کے بارے میں امام شوکانی لکھتے ہیں:

هل الأصل في الأمور المختلف فيها والتي لم يرد فيها دليل خاص بها أو بنوعها الإباحة أم المنع أم التوقف؟ ذهب فريق من الفقهاء وبعض الشافعية إلى أن الأصل هو الإباحة، بينما ذهب الجمهور إلى أنه لا يمكن معرفة حكم الشيء إلا بوجود دليل خاص به أو بنوعه، فإن لم يوجد دليل كذلك فالأصل هو المنع. ومن جهة أخرى، ذهب الأشعري وأبو بكر الصيرفي وبعض الشافعية إلى التوقف، بمعنى أنه لا يعلم هل هناك حكم أم لا. وأوضح الرازي في كتاب "المحصول" أن الأصل في المنافع الإذن، وفي المضار المنع..[4]

وہ مسائل جن میں اختلاف ہے اور ان کے بارے میں کوئی ایسی دلیل وارد نہیں ہوئی جو انہیں یا ان کی نوع کو خاص قرار دئے ان کے بارے میں اصل اباحت ہے یا حرمت ہے یا توقف ہے؟ فقہاء کی ایک جماعت، شوافع کا ایک گروہ اور محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم مالکی کی رائے یہ ہے کہ اصل اباحت ہے اور بعض متاخرین نے یہی رائے جمہور کی طرف منسوب کی ہے حالانکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ کسی چیز کا حکم صرف اسی وقت ثابت ہو گا جب اس کے بارے میں کوئی ایسی دلیل ثابت ہو جو اسے خاص کرے یا اس کی نوع کو خاص کر دے اور جب ایسی کوئی دلیل نہ ہو تو پھر اصل حرمت ہے۔ اشعری، ابو بکر صیرفی اور شوافع میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ اصل توقف ہے یعنی یہ کہ معلوم نہیں کہ اس کے بارے میں کوئی حکم ہے یا نہیں۔ امام رازی نے المحصول میں تصریح کی ہے کہ نفع مند اشیاء میں اصل اباحت ہے اور ضرر رساں میں اصل حرمت ہے۔

امام شوکانی کا اس بات پر نقد کرنا ہے کہ جمہور کے نزدیک اصل اباحت ہے اور یہ کہنا کہ جمہور کے نزدیک اصل حرمت ہے محل نظر ہے۔ مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق امام شوکانی کے بر عکس دیگر اہل علم کی یہ رائے درست ہے کہ جمہور کے نزدیک اصل اباحت ہے۔ کیونکہ وھبہ زحیلی اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان الاصل فی الاعیان والاشیاء عند الجمھور ھو الاباحۃ الی ان یرد منع أو الزام[2]

جمہور کے نزدیک اعیان و اشیاء میں اصل اباحت ہے یہاں تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل نہ آجائے۔

ذیل میں ان اصول و قواعد کی کچھ ضروری تفصیل درج کی جائے گی اور اس کے بعد ان کے اطلاقات کے سلسلہ میں علم حیوانات (Zoology) کی روشنی میں کچھ نئے مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا۔

قرآن مجید سے اخذ کردہ پہلا اصول

قرآن مجید میں چار مقامات پر خنزیر کے نام کی صراحت کے ساتھ اس کی حرمت (یعنی حرام لذاتہ) کا ذکر ملتا ہے اور اس پر فقہاء امت کا اتفاق بلکہ اجماع ہے کہ یہ اپنی تمام اقسام اور اپنے تمام اجزاء سمیت حرام ہے ماسوا حالت اضطرار کے۔

اس سلسلہ کی متعلقہ آیات ملاحظہ ہوں:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِاللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[3]

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اگر کوئی ممانعت تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ تم مردار سے پرہیز کرو، خون اور سور کے گوشت کو نہ کھاؤ، اور کسی ایسی چیز کو استعمال نہ کرو جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ البتہ اگر کوئی شخص ناگزیر حالت میں ان میں سے کچھ کھالے، بشر طیکہ وہ نافرمانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور ضرورت کی حد سے آگے نہ بڑھے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسری آیت درج ذیل ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بہ[4]

تم پر حرام کیا گیا مردار خون سور کا گوشت وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [5]

اے نبی ﷺ، ان سے کہیے کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے، اس میں میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو کیونکہ یہ ناپاک ہے، یا ایسا جانور ہو جو فسق کے طور پر اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ لیکن جو شخص اضطراری حالت میں ان میں سے کچھ کھالے، بشرطیکہ وہ نافرمانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور ضرورت سے تجاوز نہ کرے، تو یقیناً تمہارا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیات میں خنزیر کے علاوہ مردار خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے حیوانات کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ مردار اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور سبی طور پر حرام ہیں (یعنی فقہی اصطلاح کے مطابق حرام لغیرہ)اس لیے انہیں اس بحث میں شامل نہیں کیا جارہا۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات میں خنزیر کے گوشت کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا گوشت کے علاوہ باقی اجزاء بھی اس حرمت میں شامل ہیں یا نہیں اس سلسلہ میں علماء نے بالاتفاق یہ موقف اختیار کیا ہے کہ

لَا خِلَافَ أَنَّ جُمْلَةَ الْخِنْزِيرِ مُحَرَّمَةٌ

گوشت کے ساتھ خنزیر کے باقی اجزاء بھی حرمت میں شامل ہیں۔ [6]

بلکہ اس بات پر کہ خنزیر اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ حرام ہے اجماع کا دعویٰ بھی کیا گیا ہے۔ [7]

مگر فقہ حنبلی کی معروف کتاب مطالب اولی النھی میں امام داؤد ظاہری کے بارے میں یہ رائے دی گئی ہے:

ولحم الخنزير كذلك بخلاف شحمه لقول الامام داؤدالظاهري بحله أي الشحم و نحوه لان القرآن صريح في اللحم فقط فان الانسان لو حلف لا ياكل لحما فاكل نحو الشحم لا يحنث [8]

اسی طرح خنزیر کا گوشت بھی نص قرآنی سے حرام ہے بخلاف خنزیر کی چربی کے جیسا کہ امام داؤد ظاہری کا خیال ہے کہ خنزیر کی چربی وغیرہ (یعنی گوشت کے علاوہ اجزاء حلال ہیں) کیونکہ قرآن کریم میں صرف گوشت کی (حرمت کی) صراحت ہے لہذا اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر وہ چربی وغیرہ کھالے تو اس سے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

اسی طرح علامہ آلوسی نے بھی اس سلسلہ میں تمام فقہاء ظاہریہ کا یہی موقف بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

خص اللحم بالذكر مع ان بقية اجزائه أيضاً حرام خلافاً للظاهرية لانه معظم ما يؤكل من الحيوان وسائر اجزائه كالتابع له [9]

یہاں خنزیر کے گوشت کا خاص اس لیے ذکر کیا گیا حالانکہ اس کے بقیہ اجزاء بھی حرام ہیں لیکن فقہاء ظاہریہ اس بات کے مخالف ہیں کیونکہ یہ کسی بھی حیوان کا بنیادی حصہ ہوتا ہے اور بقیہ اجزاء گوشت کے تابع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مگر فقہاء ظاہریہ کے بارے میں یہ رائے کسی غلط فہمی پر مبنی ہے بالخصوص اس لیے کہ ظاہریوں کے معروف امام ابن حزم نے اس سلسلہ میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ خنزیر اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ حرام ہے نیز انہوں نے اس کی حرمت پر اجماع کا دعوی بھی کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

واتفقوا ان الخنزير ذكره و انثاه صغيره و كبيره حرام لحمه و شحمه وعصبه و مخه و غضروفه و دماغه وحشوته وجلده حرام كل ذلك.[10]

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خنزیر حرام ہے خواہ مذکر ہو یا مونث اور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ یہی حکم اس کے گوشت چربی پٹھوں گودے پتلی ہڈیوں مغزانتڑیوں پیٹ کے اندر کی تمام چیزوں اور چمڑے کا ہے یعنی یہ سب کچھ حرام ہے۔

اگر داؤد ظاہری یا کسی اور معروف عالم کی اس سلسلہ میں کوئی مختلف رائے ہوتی تو ابن حزم لازماً اسے نقل کرتے اور اس کی تردید و تغلیط بھی فرماتے۔

قرآن سے اخذ کردہ دوسرا اصول

جمہور فقہاء اہل سنت نے حیوانات کی حرمت کے سلسلہ میں قرآن مجید سے دوسرا اصول یہ اخذ کیا ہے کہ تمام خبیث حیوانات حرام ہیں۔ اس اصول کی دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیت ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ[11]

تاہم یہ واضح رہے کہ اس اصول کی اصولی و اطلاقی دونوں حیثیتوں پر مختلف پہلوؤں سے فقہاء کا اختلاف رائے موجود ہے مثلاً یہ کہ خبیث اور طیب کا فیصلہ عقل کرے گی یا شارع؟ اگر عقل یہ فیصلہ کرے گی تو آیا اس میں معیار عقل عرب معاشرہ ہو گا یا مجموعی انسانی عقل وغیرہ؟

تاہم جمہور فقہاء اس اصول کی اصولی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ اس اصول کے پیش نظر انہوں نے حشرات کو حرام قرار دیتے ہوئے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ

لِاسْتِبْعَادِ الطِّبَاعِ السَّلِيمَةِ إيَّاهَا وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ إلَّا أَنَّ الْجَرَادَ خُصَّ مِنْ هَذِهِ الْجُمْلَةِ بِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ» فَبَقِيَ عَلَى ظَاهِرِ الْعُمُومِ.

حشرات خبائث میں سے ہیں اس بنیاد پر کہ طبائع سلیمہ ان سے نفرت کرتی ہیں اور خبائث کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے لہذا یہ حرام ہیں، تاہم ٹڈی کو مذکورہ حدیث کی بنیاد پر اس حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔[12]

وَالْأَصْحَابُ يَحْرُمُ أَكْلُ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنْ الطَّيْرِ يَتَقَوَّى بِهِ وَيَصْطَادُ كَالصَّقْرِ وَالنِّسْرِ

اسی طرح جمہور فقہاء کے نزدیک وہ پرندے جو مردار خور ہیں یا ان کی خوراک کا بڑا حصہ مردار پر مشتمل ہے جیسے بڑا سیاہ کوا اور گدھ وغیرہ بھی اس مذکورہ اصول کی روشنی میں خبیث ہونے کی بنا پر حرام قرار دیے گئے ہیں۔[13]

سنت سے اخذ کردہ اصول (قاعدہ نمبر 3)

حیوانات کی حرمت کے سلسلہ میں فقہاء نے قرآن مجید کی طرح سنت سے بھی دو طرح کے اصول اخذ کیے ہیں۔ ان میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ جن حیوانات کو ان کے نام کی صراحت کے ساتھ سنت میں حرام قرار دیا گیا ہے، وہ حرام ہیں، جیسے بعض فقہاء کے نزدیک گدھے، گھوڑے اور خچر کی حرمت کی ایک دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ان کا نام لے کر انہیں حرام قرار دیا گیا ہے ان میں سے دو احادیث درج ذیل ہیں:

عن خالد بن الولید رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نہی عَنْ اکْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ[14]

حضرت خالد بن ولید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے نیچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

عن جابر قال نہی رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لحوم الحمر الاھلیۃ والْخَيْلِ وَالْبِغَالِ[15]

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے بقول شارع نے جس جانور یا پرندے کا نام لے کر اسے مار دینے کا حکم دیا ہے جیسے کو اچیل بچھو چوہا وغیرہ یا جس کے مارنے سے منع کیا ہے مثلاً شہد کی مکھی ہدہد وغیرہ وہ بھی زیر نظر اصول کی رو سے حرام قرار پائیں گے۔ [16]

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول (قاعدہ نمبر ۴)

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو حیوانات درندہ صفت ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ فقہاء احناف سنت سے اخذ کردہ اس دوسرے اصول کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمام طیبات اور وہ جانور جن کو تم نے سدھایا ہوا ہے ان کا شکار حلال ہے۔

دلیل:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ[17]

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے رسول اکرم ﷺ، آپ کے اصحاب آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون سے جانور حلال ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ انہیں بتا دیں کہ وہ جانور جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے، انہیں ذبح کرنے کے بعد تم کھا سکتے ہو، اور تمہارے پالے ہوئے شکاری جانوروں نے جن جانوروں کو شکار کر لیا ہو، انہیں بھی تم کھا سکتے ہو۔

اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ تمہارے لیے طیبات حلال کر دی گئی ہیں۔

طیبات کا مفہوم: طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں صحت مند طبائع ناپسند نہ کریں، اور جو متنفر یا متوحش نہ ہوں۔ یہ قول امام بلخی کا ہے، اور اس کے مطابق اس سے مراد لذیذ اور پسندیدہ اشیاء ہیں۔

ایک اور قول یہ ہے کہ طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی تحریم پر کوئی صریح نص نہیں آئی، نہ ہی ان کی حرمت پر اجماع ہوا ہو، اور نہ قیاس سے ان کی حرمت ثابت ہو۔ اس قول کے مطابق طیبات سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جو حلال ہیں۔ [18]

فقہاء شوافع کے اختیار کردہ اصول وضوابط

فقہاء احناف کی طرح فقہاء شوافع نے بھی سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول وضابطہ اختیار کیا ہے اور اس کا اطلاق کرتے ہوئے کچلی سے شکار کرنے والے تمام جانوروں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ وحشی ہوں جیسے شیر چیتا بھیڑیا وغیرہ یا پالتو جیسے کتا وغیرہ۔

دلائل

اس سلسلہ میں ان حضرات کے بھی وہی دلائل ہیں جو فقہاء احناف کے دلائل ہیں مثلاً:

عن ابي ثعلبة الخشني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن اكل كل ذي ناب من السباع

حضرت ابو ثعلبہ الخشنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔[19]

فقہاء مالکیہ کے اصول

زیر بحث اصول کے سلسلہ میں فقہاء مالکیہ کے ہاں تین طرح کے اقوال پائے جاتے ہیں:

1. یہ سب مکروہ (تنزیہی) ہیں، جیسا کہ ابن القاسم نے امام مالک سے یہی روایت کیا ہے اور یہی رائے مالکیہ میں مشہور ہے۔
2. جو حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً شیر چیتا بھیڑیا وغیرہ یہ حرام ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے سباع مثلاً ریچھ لومڑ اور بجو وغیرہ مکروہ ہیں۔
3. یہ سب حرام ہیں۔[20]

اگرچہ مالکیہ میں درندوں کے بارے میں اوپر مذکور تین آراء میں سے پہلی رائے زیادہ مشہور ہے مگر مالکیہ میں فقہاء کی ایک جماعت اس سلسلہ میں تیسری رائے سے اتفاق کرتی ہے۔ موطا سے بھی بظاہر اسی تیسری رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اس لیے کہ امام مالک نے اس سلسلہ میں موطا میں یہ عنوان قائم کیا ہے: باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع یعنی درندوں میں سے تمام کچلی والوں کے کھانے کی حرمت کا بیان۔ اور اس کے تحت دو حدیثیں درج کی ہیں جن سے اس عنوان کی واضح طور پر تائید ہوتی ہے بلکہ ان احادیث کے نقل کرنے کے بعد امام مالک فرماتے ہیں کہ وهو الأمر عندنا یعنی ہمارے ہاں بھی اسی پر عمل ہے۔[21]

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں امام مالک سے درندوں کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں ایک یہ کہ یہ حرام ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ مکروہ ہیں۔ اور پھر انہوں نے پہلے قول کو یہ کہتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے کہ وهو الصحيح من قول على ما في الموطا. یہی قول صحیح ہے اس لیے کہ موطا میں اسی طرح ہے۔ نیز موصوف فرماتے ہیں کہ امام مالک نے موطا میں درندوں کی حرمت پر باب قائم کیا ہے پھر اس کے تحت ان کی حرمت کے بارے میں حدیث نقل کی ہے اور اس کے بعد یہ کہا ہے کہ اسی پر ہمارے ہاں عمل ہے۔ اس سے وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ درندوں کی حرمت کی حدیث اور عمل اہل مدینہ میں یکسانیت ہے۔[22]

تاہم جن مالکی فقہاء نے درندہ صفت حیوانات کو مباح اور حلال قرار دیا ہے، انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں درج ذیل آیت سے استدلال کیا ہے:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ[23]

اے نبی ﷺ، ان سے کہیے کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے، اس میں میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو کیونکہ یہ ناپاک ہے، یا ایسا جانور ہو جو فسق کے طور پر اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ البتہ اگر کوئی شخص ناگزیر حالت میں ان میں سے کچھ کھالے، بشرطیکہ وہ نافرمانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور ضرورت سے تجاوز نہ کرے، تو یقیناً تمہارا رب بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں ذکر نہیں کی گئی ہیں، انہیں حرام قرار نہیں دیا جائے گا۔ امام قرطبی اس سلسلے میں مالکی فقہاء کا موقف نقل کرتے ہیں، جنہوں نے اس آیت سے اپنی تائید کے لیے استدلال کیا ہے، اور لکھتے ہیں:

ولهذا قلنا ان لحوم السباع وسائر الحيوان ما سوى الانسان والخنزير مباح[24]

ترجمہ: اسی لیے ہم (مالکی) کہتے ہیں کہ انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی درندوں اور جانوروں کا گوشت مباح ہے۔

اور وہ بعض مالکی فقہاء جو درندوں کو مکروہ کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۵ میں درندوں کے گوشت کی حرمت کا ذکر نہیں ہے اس لیے اس سے تو ان کی اباحت ثابت ہوتی ہے جبکہ بعض احادیث میں ان کی حرمت کا ذکر موجود ہے جس سے ان کی حرمت ثابت ہوتی ہے مگر سلف میں ان کی حرمت یا اباحت کے بارے میں چونکہ اختلاف تھا اس لیے درندوں کو حرام یا مباح کہنے کی بجائے مکروہ قرار دیا جائے گا۔[25]

فقہاء حنابلہ کے اختیار کردہ اصول

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو حیوانات درندہ صفت ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ اس ضابطہ و اصول کو جمہور فقہاء حنابلہ نے اختیار کیا ہے اور اس کا اطلاق کرتے ہوئے کچلی سے شکار کرنے والے تمام جانوروں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ وحشی ہوں جیسے شیر چیتا بھیڑیا وغیرہ یا پالتو جیسے کتا وغیرہ۔ اس اصول کی تائید میں حنابلہ کے دلائل اور احناف کے دلائل ایک ہی ہیں۔[26]

خلاصۃ البحث:

اس آرٹیکل میں قرآن اور سنت کی مختلف آیات اور احادیث کی روشنی میں مخصوص جانوروں جیسے خنزیر، حشرات، درندوں اور دیگر جانوروں کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔ فقہاء کے مختلف مسالک (حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ) نے ان اصولوں کی مختلف تفصیلات پیش کی ہیں، خاص طور پر درندوں اور شکار کرنے والے جانوروں کی حرمت یا حلالیت پر۔

نتیجہ بحث:

مجموعی طور پر، اس مضمون سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حیوانات کے حلت و حرمت کے اصول قرآن و سنت پر مبنی ہیں، اور ان کے بارے میں فقہاء نے واضح رہنمائی فراہم کی ہے۔ جہاں تک غیر منصوص مسائل کا تعلق ہے، مختلف فقہی آراء موجود ہیں، جن میں جمہور کی رائے کے مطابق اصل اباحت ہے جب تک کہ کوئی حرام کرنے والی دلیل ثابت نہ ہو۔ اس سلسلے میں مخصوص جانوروں کے بارے میں قرآن و سنت کی آیات و احادیث کی روشنی میں فقہاء نے متفقہ اور مختلف آراء دی ہیں، جنہیں فقہاء نے اپنی اپنی تفسیری رائے کے مطابق بیان کیا ہے۔ اس طرح حیوانات کے حلت و حرمت کا فیصلہ مخصوص شرعی اصولوں پر منحصر ہے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا استثناء کا انحصار نصوص کی تشریح اور نئی علمی تحقیق پر ہے۔

[1] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، **ارشاد الفحول**، (دار الکتب العربی، بیروت 2014)، ج2ص338

[2] وھبہ الزحیلی، **اصول الفقہ الاسلامی**، (دار الفکر، بیروت، 1999)، ج2ص916

[3] البقرۃ2:173

[4] المائدۃ5:3

[5] الانعام2:145

[6] (1) القرطبی، ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، 1423ھ، **الجامع لاحکام القرآن**، (دار عالم الکتب، الریاض)، ج2ص222

(2) جصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی، 1405ھ، **احکام القرآن**، (دار احیاء التراث العربی، بیروت)، ج1ص153

(3) الآلوسی، محمود بن عبد اللہ شہاب الدین، 1383ھ، **روح المعانی**، (دار الثقافۃ، بیروت)، ج2ص59

[7] قرطبی، ابو محمد علی بن احمد ابن حزم، **مراتب الاجماع في العبادات والمعاملات والاعتقادات**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج2ص222

[8] مصطفیٰ السیوطی الرحیانی، 1961ء، **مطالب اولی النھی فی شرح غایہ المنتھی**، (المکتب الاسلامی، بیروت)، ج6ص321

[9] الألوسي، شھاب الدین محمود بن عبد اللہ، 1415ھ، **روح المعانی**، (دار الکتب العلمیۃ، بیروت)، ج2ص42

[10] الاندلسی، ابن حزم، 2020ء، **المحلی**، (دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور)، ج7ص388

[11] الاعراف::7:157

[12] الکاسانی، ابو بکر مسعود بن احمد، 1982ء، **بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع**، (دار الکتاب العربی، بیروت)، ج5ص36

[13] النووي، ابي زکریا یحیی بن شرف، 1980ء، **المجموع شرح المھذب**، (دار الفکر، بیروت)، ج9، ص19

[14] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن**، (المکتبہ العصریہ صیدا، بیروت،) کتاب الاطعمہ، اب فی اکل لحوم الخیل، رقم الحدیث: 3786

[15] اس روایت کو ابن حزم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، دیکھیے: المحلی، ج7، ص408

[16] النووي، ابي زکریا یحیی بن شرف، **المجموع شرح المھذب**، ج9ص1918

[17] المائدۃ، 4:5

[18] بیضاوی، ناصر الدین عبد اللہ بن عمر، 1418ھ، **تفسیر بیضاوی**، (دار احیاء التراث بیروت)، ج2ص295

[19] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح**، (دار السلام، الریاض)، کتاب الذبائح والصید، باب أکل کل ذي ناب من السباع، حدیث نمبر 5530

[20] محمد بن یوسف بن ابی القاسم، 1398ھ، **التاج والإکلیل لمختصر خلیل**، (دار الفکر، بیروت)، ج3ص235

الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ، **حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر علی مختصر خلیل**، (دار الفکر، بیروت، ج2ص117

ابن رشد، محمد بن احمد، **بدایۃ المجتھد**، (دار الفکر، مصر، بیروت)، ج اص380

[21] مالک بن انس 1420ھ، **الموطا**، دار المنثور الآفاق الجدیدۃ، المغرب، کتاب الصید، باب تحریم أکل کل ذي ناب من السباع، حدیث نمبر 13-14 ص442 (بذیل (واضح رہے کہ الموطا کے بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں)

[22] قرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، 1384ھ **الجامع الاحکام القرآن**، (دار الکتب المصریہ، القاھرۃ)، ج7، ص117-118

[23] الانعام: 6:145

[24] قرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، **الجامع الاحکام القرآن**، ج7، 116

[25] ایضاً، ج7ص119

[26]ابن قدامہ، محمد صالح، 1986ء، **المغنی**، (دارالعالم الکتب، الریاض)، ج11ص66